personal | skills,

knowledge, and abilities. we can say that training is of two types that is Internal and External training. Internal training involves when training is organized in-house. On the other hadn External training is normally outside the house. whichever training, it is very essantial for all.

Knowledge is the most important thing in one's life. There are two kinds of knowledge: Religious knowledge and Secular knowledge..These two kinds of knowledge's are very important for a human being. Secular for this day to day dwelling and religious for his smooth life on earth and hereafter. The Holy Prophet of Allah (S.A.W.) has said: "Attainment of knowledge is a must for every Muslim."

Every one of us, young or old, man or woman, should at least acquire sufficient knowledge to enable ourselves to understand the essence of the teachings of the Qur?an and the purpose for which it has been sent down. We should also be able to understand clearly the mission, which our beloved Prophet (S) came into this world to fulfil. We should also recognize the corrupt order and system, which he came to destroy. We should acquaint ourselves, too, with the way of life which Allah has ordained for us.

May Allah (SWT) give us strength to behave and act just as He likes us to do and be pleased with us, and that should be the purpose of our lives. Rabbi zidnee ilma (O Lord, increase us in knowledge). Aameen.

بلاشبہ دنیا کی تمام بڑی شخصیات میں ایک روشن نام معلم اعظم (۱) رحمتہ للعالمین (۲) کا ہے جن کی بعثت سے قبل اقدار انسانی اتنی نایاب ہوچکی تھیں کہ ان کا سراغ لگانا مشکل تھا پورے پورے علاقے اور پورے پورے براعظم میں بھی ڈھونڈے سے ایک اللہ کا بندہ بھی نہ ملتا

تھا جو علم دین اور ایمان قوی کی دولت سے مالا مال ہو۔ انبیاء کا لایا ہوا دین اور پھیلایا ہوا نور سمٹتے سمٹتے ایک نقطہ بن گیا تھا۔ کفر وشکر اور بے عملی کی ظلمتوں میں علم ویقین کا یہ نور اس طرح کہیں کہیں چمکتا تھا جیسے برسات کی اندھیری رات میں جگنو چمکتے ہیں۔ اہل اللہ کا ایسا قحط تھا کہ لوگ ننگے ہو کر ناچتے، عورتوں کو برہنہ نچاتے، شراب خود بناتے ہیں اور پیتے، جوئے میں عورتوں کو ہار دیتے۔ ایسی حالت میں جب دنیا گناہوں کی تاریکی میں روپوش ہو چکی تھی۔ وہ قومیں جو اپنے اپنے آپ کو روشنی کا مینار تصور کرتیں اور ہدایت کی شمعیں روشن کرنے کی مدعی تھیں وہ سب کفر وشکر اور گناہوں کی تاریکیوں کا ایک جز بن کر رہ گئی تھیں۔ (۳) ایسے میں جہاں ہر طرف بتوں کی فرمانروائی تھی، پجاریوں کی سیادت اور افسری تھی، پورا ماحول اخلاقی رذائل، روحانی کثافت، شر و فساد اور جاہلیت کی غلاظتوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ ایسے پُر آشوب بلا خیز اور تاریک ماحول گھٹا ٹوپ اندھیرے اور عالمگیر ظلمت میں اللہ کا آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ (۴) داع (۵) الامی (۶) فائق (۷) متلقی القرآن (۸) العالم (۹) العلیم (۱۰) المعلم (۱۱) مصدق (۱۲) الحجتہ البالغہ (۱۳)، مبشرا (۱۴) صاحب المعراج (۱۵) المرتل (۱۶) الحکیم (۱۷) المزکی (۱۸) ھادی اعظم (۱۹) خاتم النبیین (۲۰) الظاہر (۲۱) امام الناس (۲۲) احمد (۲۳) سید الثقلین (۲۴) رفیع الذکر (۲۵)، عبداللہ (۲۶) المبتھل (۲۷) شاہداً (۲۸) المرتضی (۲۹) رؤف رحیم (۳۰) المجاہد (۳۱) ذوالقوۃ (۳۲) بشر کامل (۳۳) رسول کامل (۳۴) امام المتقین (۳۵) المسیح (۳۶) عبد کامل (۳۷) المنذر (۳۸) المؤید (۳۹) المتوکل (۴۰) العابد (۴۱) الذکر (۴۲) فاران کی چوٹیوں سے چمکا اور دنیا کے ہر حصہ کو تعلیم وتربیت کی نورانی شعاعوں سے منور کرنے لگا۔

ایک روز چمکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں
وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں

قرآن نے اپنے عالمگیر پہلو کی وضاحت کے لیے جہاں اللہ کو رب العالمین (۴۳) کہا وہاں اپنے پیارے رسول کو الارحم (۴۴)، افصح العرب (۴۵)، امام الخیر (۴۶)، الامین (۴۷)، اول شافع (۴۸)، الباھر (۵۹)، الحاشر (۵۰)، حامل لواء الحمد (۵۱)، خطیب النبیین

(۵۲)' خیر الناس (۵۳)' نگارا (۵۴)' رحاب (۵۵)' زعیم الانبیاء (۵۶)' سابق العرب (۵۷)' سید الناس (۵۸)' صاحب السیف (۵۹)' الصفوح (۶۰)' مدینۃ العلم (۶۱) المعلم (۶۲) اور رحمۃ للعالمین (۶۳) کہا ہے۔

اس جہان فانی میں بہت کم ایسی جامع الصفات شخصیات ملتی ہیں جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ کھلی ہوئی روشن کتاب کی مانند ہوتا ہے ایسے جامع الکمالات بہت کم ملتے ہیں۔ جن کی خوبیوں اور کرامات کا اتنا چرچا ہوتا ہے کہ دنیا انہیں مرشد و رہنما تسلیم کرتی ہے۔ ایسے جامع المحاسن کم نظر آتے ہیں جن کے خُلق سے خَلق کو تسخیر کیا ہو اور جن کی خِلقت خَلقت کے لیے موجب رحمت ہو۔ (۶۴)

تعلیم و تربیت بعثت نبوی ﷺ سے پہلے

مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں: ''چھٹی صدی عیسوی بلا اختلاف تاریخ انسانی کا تاریک ترین و پست ترین دور تھا، صدیوں سے انسانیت جس پستی اور نشیب کی طرف جارہی تھی، اس کے آخری نقطے کی طرف پہنچ گئی تھی، روئے زمین پر اس وقت کوئی ایسی طاقت نہ تھی جو گرتی ہوئی انسانیت کا ہاتھ پکڑ سکے اور ہلاکت کے غار میں اس کو گرنے سے روک سکے، نشیب کی طرف جاتے ہوئے روز بروز اس کی رفتار میں تیزی پیدا ہو رہی تھی، انسان اس صدی میں خدا فراموش ہوکر کامل طور پر خود فراموش بن چکا تھا، وہ اپنے انجام سے بالکل بے فکر، بے خبر اور بُرے بھلے کی تمیز سے قطعاً محروم ہو چکا تھا، پیغمبروں کی دعوت کی آواز عرصہ ہُوا دب چکی تھی، جن چراغوں کو یہ حضرات روشن کر گئے تھے، وہ ہواؤں کے طوفان میں یا تو بجھ چکے تھے یا اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اس طرح ٹمٹمارہے تھے، جن سے صرف چند خدا شناس دل روشن تھے، جو شہروں کو چھوڑ کر چند پورے پورے گھروں میں بھی اُجالا نہیں کر سکتے تھے، دیندار اشخاص دین کی امانت کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے زندگی کے میدان سے کنارہ کش ہو کر دیر و کلیسا اور صحراؤں کی تنہائیوں میں پناہ گزیں ہو گئے تھے۔''

رومی اور ایرانی اس وقت مغرب و مشرق کی حکومت اور دنیا کی قیادت کے اجارہ دار بنے

ہوئے تھے، وہ دنیا کے لیے کوئی اچھا نمونہ ہونے کے بجائے ہر قسم کی خرابی اور فساد کے علمبردار و ذمے دار تھے، مختلف اجتماعی اور اخلاقی امراض کا عرصہ سے یہ قومیں آشیانہ بنی ہوئی تھیں، ان کے افراد تعیش و تکلفات کی زندگی اور مصنوعی تمدن کے سمندر میں سرتاپا غرق تھے، بادشاہ اور حکام خوابِ غفلت میں مدہوش اور نشۂ سلطنت میں سرشار تھے۔ دنیا کے مختلف حصوں اور ملکوں میں ایسی دینی غفلت و خود فراموشی، اجتماعی بے نظمی و انتشار اور اخلاقی تنزل و زوال رونما تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ممالک تنزل وانحطاط اور شر و فساد میں ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتے ہیں اور یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ ان میں سے کون سا ملک دوسرے سے بڑھا ہوا ہے۔" (۶۵)

تہذیب و تمدن کے گہواروں میں خودسری، بے راہ روی اور اخلاقی پستی کا دور دورہ تھا، نظامِ حکومت میں حد درجہ ابتری تھی، حکام کی سخت گیری اور عوام کی اخلاقی گراوٹ کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام قومیں اپنے اندرونی مسائل ہی میں الجھ کر رہ گئی تھیں، دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے ان کے پاس نہ کوئی پیغام تھا اور نہ انسانیت کے لیے کوئی دعوت تھی، درحقیقت یہ اقوام و مذاہب اندر سے کھوکھلے ہو چکے تھے، ان کی زندگی کا سوتا خشک ہو چکا تھا، ان کے پاس نہ دینی ہدایات تھیں اور نہ نظامِ حکومت کے لیے مستحکم و معقول اصول۔ (۶۶) انصاف کا حال یہ تھا کہ بقول سیل SALE جس طرح اشیاء کی خرید و فروخت ہوتی ہے اور ان کے دام ٹھہرائے جاتے ہیں، اسی طرح انصاف بھی فروخت ہوتا تھا، رشوت و خیانت کی ہمت افزائی خود قوم کی طرف سے ہوتی تھی۔ گبن کہتا ہے "چھٹی صدی عیسوی میں سلطنت کا زوال اور اس کی پستی انتہا پر تھی، اس کی مثال اس بڑے تناور اور گھنے درخت کی تھی جس کے سائے میں دنیا کی قومیں کبھی پناہ لیتی تھیں اور اب اس کا صرف تنا رہ گیا ہو، جو روز بروز سوکھتا جا رہا ہو۔" (۶۷)

مشہور مغربی مصنف رابرٹ بریفالٹ Robert Briffault لکھتا ہے:

From the fifth to tenth century Europe lay sunk in a night of barbarism which grew darker and darker. It was a barbarism for

more awful and horrible than that of the primitive savage, for it was the decomposing body of what had once been a great civilization. The eatures and impress that civilization were all but completely affected. When its development had been fullest, e.g., in Italy and Gaul, all was ruin squalor, dissolution.(٦٨)

''پانچویں صدی سے لے کر دسویں صدی تک یورپ پر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی اور یہ تاریکی تدریجاً زیادہ گہری اور بھیانک ہوتی جارہی تھی، اس دور کی وحشت وبربریت زمانۂ قدیم کی وحشت وبربریت سے کئی درجہ زیادہ بڑھی چڑھی تھی، کیوں کہ اس کی مثال ایک بڑے تمدن کی لاش کی تھی جو سڑ گئی ہو، اس تمدن کے نشانات مٹ رہے تھے اور اس پر زوال کی مہر لگ چکی تھی، وہ ممالک جہاں یہ تمدن برگ وبار لایا اور گزشتہ زمانہ میں اپنی انتہائی ترقی کو پہنچ گیا تھا، جیسے اٹلی و فرانس، وہاں تباہی، طوائف الملوکی اور ویرانی کا دور دورہ تھا۔''

بعثتِ نبویؐ کے دور کا عمومی جائزہ

ایک انگریز سیرت نگار آر، وی، سی بوڈلے (R.V,C. Bodely) اپنی کتاب (The Messenger) میں زمانۂ بعثت کی دنیا کا عمومی جائزہ لیتے ہوئے اس وقت کے قابلِ ذکر ممالک واقوام کا تذکرہ اس طرح کرتا ہے: ''قدیم روایات کے باوجود چھٹی صدی عیسوی کی اس دنیا میں عربوں کو کوئی اہمیت حاصل نہ تھی، حقیقت میں تو کسی کی بھی کوئی اہمیت نہ تھی، یہ ایک نزاع کا دور تھا، جب کہ مشرقی یورپ اور مغربی ایشیا کی عظیم سلطنتیں اوّل ہی تباہ ہو چکی تھیں یا اپنے شاہی دور کے اختتام پر تھیں یہ ایک ایسی دنیا تھی جو اب بھی یونان کی فصاحت، ایران کی عظمت اور روما